تعلیم وتربیت اسلامی نقطۂ نظر سے

قسط اوّل:

ادارہ المباحث الاسلامیہ جامعہ المرکز الاسلامی

مقالہ برائے قومی سیرت کانفرنس ۲۰۱۰ء

" الحمد الله الذى اكمل لنا الدين واتم علينا النعمة ، ونشكره على نعمه الجمة ، والصلوٰة والسلام على من علم آداب الشرعيّة فى جميع شئون الحياة لامة ، واوضح لنا كل الامور المهمة ، وعلى الهٖ واصحابه الذين بلغوا رسالات الكتاب والسنة ، اما بعد "

اسلام سراسر احکام، اعمال اور آداب کا نام ہے، رسول اللہ ﷺ جیسے معلم الایمان، معلم العبادات اور معلم الاحکام تھے ایسے ہی معلم الاخلاق اور معلم الآداب اور معلم التربیت بھی تھے۔

آپ ﷺ کی ساری زندگی سراپا تعلیم وتربیت ہے، آپ نے ہر اچھا عمل قول سے بھی بتایا اور فعلاً یعنی عملی طور پر کر کے بھی دکھایا تاکہ امت کی تعلیم قول وعمل دونوں سے ہو۔ پیدائش سے لے کر موت تک کس طرح زندگی گزاری جائے؟ اور اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے اپنے معاشرے کو کن اخلاق وآداب سے مزین کیا جائے؟ ان تمام باتوں کا جواب حدیث وسیرت کے کتابوں میں موجود ہے اور یہ دین کا ایک معتدبہ حصہ ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل لوگ نماز روزے کو تو کچھ اہمیت دیتے ہیں لیکن ان اخلاق وآداب اور طرز معاشرت کو کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے۔

حالانکہ معلم انسانیت ﷺ نے تعلیم وتربیت، آداب واخلاق بھی بڑے اہتمام کے ساتھ بتائے ہیں جو سراسر فطرت انسانی کے موافق ہیں۔ جو لوگ اپنی معاشرت میں حضور ﷺ کا طریقہ استعمال نہیں کرتے اور رہنے سہنے، اٹھنے، بیٹھنے، سونے، جاگنے، اوڑھنے اور لکھنے، پڑھنے اور بول چال میں ارشادات نبویہ سے بہت دور اور حیوانیت سے قریب تر ہوتی ہے، جس کا مشاہدہ رات دن ہوتا رہتا ہے۔

کہ روز بروز نسلی فسادات، قتل وتعلیم وتربیت کی ضرورت واہمیت:

تمام مخلوقات میں انسان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ انسان ہی روئے زمین کا واحد فرد ہے، جس پر زمین کی صلاح وفساد کا انحصار ہے۔ اس انسان کو اللہ تعالیٰ نے ارادہ واختیار کا مالک بنا کر دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز بنایا اور اس کی خیر وشر، نیکی وبھلائی کی راہ دکھانے کے لیے کتاب بھی دی اور انبیاء کرام کا سلسلہ بھی جاری کیا، جو آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، انسان کی نسلوں کو اسی اعتبار سے تربیت کے لمبے عرصہ اور مرحلو سے گزارنے کی تلقین اور تعلیم تمام ادیان میں اور تہذیبوں میں ملتی ہے، کیونکہ اس انسان کے اعمال پر اس دنیا میں امن وفساد، نیکی یا بُرائی، محبت یا نفرت کا دارومدار ہے، انسانوں کے لیے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازلی ابدی سلسلہ ہدایت کی آخری کڑی قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس عظیم ذمہ داری کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار کے لیے راہنمائی فرمائی کہ انسان کس طرح اپنی آنے والی نسلوں کو خود ان کے لیے اور تمام انسانیت کے لیے مفید اور باعث خیر بنائے۔اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر ایک سرسری نظر بھی ڈالیں تو سمجھ میں آتا ہے کہ نئی نسل کی پرورش، تعلیم اور تربیت کے لیے رب کائنات نے اپنے بندوں کو کتنا آمادہ کیا ہے؟ بعض علماء نے اس لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآنی تعلیمات کی رو سے تو بچہ کے عالم وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان فریضہ کی ادائیگی کے اہتمام کی تلقین فرمائی ہے۔حضرت ایوبؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت ابراہیمؑ جیسے جلیل القدر انبیاء سے اس سلسلہ میں جو دعائیں منقول ہیں، اس میں یہ تلقین کی گئی کہ صرف اولاد کی دعا نہ مانگیں بلکہ نیک، قلب سلیم، حلیم کی دعا مانگیں، عام مومنین کو دعا کی تلقین کی گئی کہ یہ دعا مانگیں:

" اے اللہ! ہمیں اپنی بیویوں اور اولادوں سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا " ۔ (الفرقان:۷۴)۔

تعلیم کی اہمیت قرآن کی رو سے:

" وما کان المؤمنون لینفروا کافة فلولا نفر من کل فرقةٍ منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم " . (التوبة: ۱۲۲).

" اور مناسب نہیں کہ سب مسلمان نکل کھڑے ہوں۔ایسا کیوں نہ کیا کہ ان میں سے کچھ لوگ نکلے ہوتے کہ دین کی سمجھ پیدا کرتے اور لوٹ کر اپنی قوم میں خوف خدا پیدا کرتے " ۔

علماء کا اتفاق ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں، ایک فرض عین اس کی تحصیل ہر فرد پر لازمی ہے اور ایک فرض کفایہ اس علم کو ایک آدمی نے بھی حاصل کر لیا تو اس علاقے کے باقی لوگوں پر سے یہ ساقط ہو گیا۔

فرائض دین کا اجمالی علم، فرض عین ہے۔کوئی آدمی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں، جیسے زبان سے شہادت اور قلب سے اقرار کہ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں، کوئی نظیر نہیں نہ کسی کو اس نے جنا ہے نہ کسی نے اسے پیدا کیا ہے، اور نہ کوئی اس کے برابر ہے۔ ہر چیز کا خالق ہے۔سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے، وہی موت دیتا ہے۔وہی زندگی بخشتا ہے، زندہ ہے، کبھی مرنے والا نہیں۔ " عالم الغیب والشهادة " ہے آسمان وزمین میں کوئی ایک ذرہ بھی اس سے اُوجھل نہیں وہی اوّل ہے، وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے۔اہل سنت کے عقیدے میں ذات باری اپنی جملہ صفات واسماء کے ساتھ ازل سے موجود ہے، نہ اس کی کبھی ابتدا ہوئی نہ کبھی انتہا ہوگی اور وہ عرش پر متمکن ہے۔

اور اس بات کی شہادت کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے، رسول اور خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ موت کے بعد جزا و سزا کے لیے اٹھنا ہے۔ایمان واطاعت کے ذریعے سے کامیاب ہونے والے ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اور کفر و نافرمانی کی بدبختی کے شکار بن جانے والے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور یہ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جو کچھ قرآن میں ہے، اللہ کی طرف سے حق ہے، اس پر ایمان لانا اور

اس کی آیات محکمات پر عمل کرنا فرض ہے۔

اور یہ کہ پانچوں نمازیں فرض ہیں، نیز ان باتوں کا علم بھی لازمی ہے جن کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی جیسے طہارت، نماز کے تمام ارکان واحکام، اور یہ کہ رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اور روزے کے احکام کا علم بھی فرض ہے، اسی طرح اگر آدمی مالدار ہے، تو یہ جاننا بھی فرض ہے کہ زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟ کب فرض ہے؟ کتنے میں فرض ہے؟ اور یہ کہ بشرط استطاعت عمر بھر میں ایک مرتبہ حج فرض ہے۔ وغیرہ وغیرہ امور جن کا اجمالی علم ضروری ہے اور جن سے بے خبری نا قابل معافی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کا علم بھی ضروری ہے۔

مثلاً بدکاری، سودخوری، شراب نوشی، سور، مردار، اور نجاستوں کے کھانے کی حرمت غیر کا مال غصب کرنا، رشوت لے کر فیصلہ کرنا، جھوٹی شہادت دینا، دھوکے یا بلا رضامندی کے کسی کا مال کھانا اور یہ کہ ہر قسم کا ظلم حرام ہے، بہنوں، بیٹیوں وغیرہ محرم رشتہ داروں سے نکاح ناجائز ہے۔ ناحق مسلمان کی جان لینا حرام ہے۔ وغیرہ وغیرہ امور جن کی حرمت پر کتاب اللہ ناطق اور امت متفق ہے۔

رہ گئے دوسرے علوم ان کی تحصیل ان میں مہارت وتبحر، ان کی ترویج واشاعت، دینی ودنیاوی معاملات میں ان کے مطابق فیصلہ وفتویٰ۔ تو یہ فرض کفایہ ہے، یعنی ہے تو یہ بھی فرض، لیکن اگر کچھ لوگ اسے سنبھال لیں، تو اس مقام کے باقی لوگوں سے فرض ساقط ہوجاتا ہے، اس بارے میں بلا اختلاف تمام علماء متفق ہیں، اور دلیل میں یہ آیت مذکورہ پیش کرتے ہیں۔

اس آیت میں حکم کل مسلمانوں کو نہیں دیا گیا، بلکہ بعض ہی کو دیا گیا ہے کہ علم حاصل کریں اور دوسروں کو سکھائیں، کیونکہ لفظ طائفہ کا اطلاق، عربی زبان میں ایک آدمی پر بھی ہوتا ہے اور ایک سے زیادہ آدمیوں پر بھی چنانچہ قرآن وحدیث میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو اصحاب علم پر مخفی نہیں۔ رہی یہ حدیث:

" طلب العلم فريضة على كل مسلمٍ " . (حديث).

تو اس کا مطلب وہی ہے جو حسن بن الربیع رحمة الله علیه نے بیان فرمایا:

حسن بن الربيع رحمة الله عليه کہتے ہیں، میں نے عبدالله بن مبارك رحمة الله عليه سے حدیث " طلب العلم فريضة على كل مسلمٍ " کے بارے میں سوال کیا، کہنے لگے: " اس سے مراد علم نہیں جسے لوگ حاصل کرتے ہیں، بلکہ مراد یہ ہے کہ آدمی کو اپنے دین کی کسی بات میں شک ہو تو سوال کرنا فرض ہے تاکہ شک دور ہوجائے "

لہٰذا معلوم ہوا کہ فرائض دین اور اصولی وبنیادی عقائد کا اجمالی علم تو ہر مسلمان پر فرض وضروری ہے اور تفصیلی مسائل کا علم على الكفايه ہے لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کفایہ سے مراد اتنی تعداد ہے جو عام مسلمانوں کے مسائل اور ضروریات کے لیے کافی ہو اور ان کو ضروری مسائل پورے طریقے سے بتا سکیں۔

علم اور تربیت کا عملی نمونہ:

" لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة " (قرآن مجید سورة احزاب ۲۱ پارہ).

انسانی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں رسول کریم ﷺ کا عملی نمونہ ملتا ہے۔اس بات کا اقرار تو کافر بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ برصغیر میں پٹنہ کے مشہور مبلغ ماسٹر علی ایک رسالہ "نور اسلام" نکالتے تھے، جس میں انہوں نے اپنے ایک تعلیم یافتہ ہندو دوست کی رائے لکھی کہ اس نے ایک دن ماسٹر صاحب سے کہا کہ "میں آپ کے پیغمبر ﷺ کو دنیا کا سب سے بڑا کامل انسان تسلیم کرتا ہوں "۔ماسٹر صاحب نے پوچھا "ہمارے پیغمبر ﷺ کے مقابلے میں تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا سمجھتے ہو؟" اس نے جواب دیا کہ "محمد ﷺ کے مقابلے میں حضرت عیسیٰ ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کسی دانائے روزگار کے سامنے ایک بھولا بھالا بچہ بیٹھا ہو، میٹھی باتیں کر رہا ہو"۔انہوں نے دریافت کیا کہ "تم کیوں پیغمبر اسلام ﷺ کو دنیا کا کامل انسان جانتے ہو، اس نے جواب دیا کہ مجھ کو ان کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف نظر آتے ہیں جو تاریخ نے کسی ایک انسان میں یکجا کر کے نہیں دکھائے۔(سید سلیمان ندوی خطبات مدراس ، ص :۹۶ کتب خانہ مجیدیہ ملتان) ۔

ہر انسان حضور اکرم ﷺ سے رہنمائی حاصل کر سکتا ہے، کیونکہ ایسی کامل و جامع ہستی جو اپنی زندگی میں ہر نوع اور ہر قسم، ہر گروہ اور ہر صنف انسانی کے لیے ہدایت کی مثالیں اور نظیر رکھتی ہو وہی اسی لائق ہے کہ اس اوصاف و انواع سے بھری ہوئی دنیا میں عالمگیر دائمی رہنمائی کا کام انجام دے۔

جب سیرت طیبہ میں انسانی زندگی کے انتہائی باریک نکتوں پر تعلیمات دی گئی ہیں تو تربیتِ اولاد جیسا ضروری اور اہم کام حضور اکرم ﷺ کی نظروں سے کیسے اوجھل ہو سکتا ہے۔

اسلام میں اولاد کی تربیت پر بہت زور دیا گیا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت لقمان نے جو نصیحتیں اپنے بیٹے کو کی تھیں، وہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمائی ہیں، جو اچھے کردار میں زندگی گزارنے کے سنہرے اصول ہیں۔ملاحظہ ہو:

تربیت قرآن کریم کی رو سے:

" ووصينا الانسان بوالديه حملته امه وهناً على وهن وحمله وفضله في عامين ان اشكر لي ولوالديک الى المصير وان جاهدک على ان تشرک بي ماليس لک به علم فلا تطعهما وصا حبهما في الدنيا معروفا واتبع سبيل من اناب الى ثم الى مرجعكم فانبئكم بما كنتم تعملون يبُنَيَّ انها ان تک مثقال حبةٍ من خردل فتكن في صخرة اوفي السموت اوفي الارض يات بها الله ان الله لطيف خبير . يبنى اقم الصلوٰة

وامر بالمعروف وانه عن المنکر واصبر علی ما اصابک ان ذالک من عزم الامور o ولا تصعر خدک للناس ولا تمش فی الارض مرحا ان الله لایحب کل مختال فخور o واقصد فی مشیک واغضض من صوتک ان انکر الاصوات لصوت الحمیر " .

مختصراً اس کا مطلب کچھ یوں ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

۱...... خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔

۲...... ماں باپ کے ساتھ ادب سے پیش آنا، ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کہ تیری ماں نے تجھے پیدائش سے قبل بڑی مشقت میں اٹھائے رکھا، پھر اس کے بعد دو برس تک تجھے دودھ پلایا۔ تجھے لازم ہے کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کر۔ آخر کار تجھے میرے پاس لوٹنا ہے۔

۳...... اپنے والدین کی ہر بات میں اطاعت کر الا یہ کہ وہ تجھے شرک پر مجبور کریں۔ دنیا میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کر (یعنی ان کی خدمت کر، ان کی صحبت میں رہتے ہوئے)۔

۴...... ظلم یا برائی خواہ کتنے ہی پردوں میں چھپے ہوں یا کم کیوں نہ ہوں، خدا ان کو دیکھتا اور جانتا ہے اور وہ روزِ قیامت ان کو نکال کر نامۂ اعمال میں سامنے رکھ دے گا۔

۵...... نماز قائم کرنا اور اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا۔

۶...... کوئی مصیبت آ جائے تو آہ وزاری کرنے کی بجائے اس پر صبر کرنا۔

۷...... زمین پر اکڑ کر نہ چلنا، اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

۸...... اپنی رفتار میں میانہ روی رکھو اور چیخ چلا کر نہ بولا کرو۔ اپنی آواز مدھم رکھو کیونکہ آوازوں میں بدترین آواز گدھے کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اولاد کی تربیت کس انداز سے کی، اس کے پس منظر کو غور سے دیکھنا ہوگا۔

تربیت کا ایک حصہ ذہن سازی:

حضرت محمد ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا، تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے انسان کو صحیح انسانیت سے روشناس کرانے کا عزم کیا۔ کیونکہ جب تک انسان کو صحیح معنی میں انسان نہ بنایا جائے اس وقت تک یہ دنیا بے حیائی و بدمعاشی، ظلم و جور اور قتل و غارت گری کا نقشہ پیش کرتی رہے گی۔ عہدِ مکی کے مکمل تیرہ سال کردار سازی کے کام پر صرف کیے گئے۔ جس میں پیغمبرانہ حکمت سے ساتھ کچھ انسانوں کو انسان کامل بنایا گیا۔ کردار سازی کا یہ کام مکہ مکرّمہ کے ایک چھوٹے سے مکان جو کہ "دارارقم" کے نام سے موسوم تھا، میں ہوتا تھا۔ جو ایک چھوٹی سی تربیت گاہ بھی تھی۔

پچھلے انبیاء علیہم السلام خاص قوم یا خاص ملک یا خاص زمانہ کے رسول بن کر آتے تھے، جب کہ آپ ﷺ کی بعثت اور

آپ ﷺ کی دعوت پوری دنیا کے جن وانس اور حشر تک آنے والی نسلوں کے لیے عام تھی اور پورے عالم کی اصلاح کر کے سب انسانوں کو دنیا میں امن وسکون اور عزت وعافیت کی زندگی عطا کرنا آپ ﷺ کی ذمہ داری تھی تاکہ لوگ اپنے رب کے سامنے سرخرو ہوکر آخرت میں آرام وسکون کی زندگی حاصل کریں۔

آنحضرت ﷺ کا سب سے پہلا کام کچھ انسانوں کا ایک مثالی معاشرہ پیدا کرنا تھا جو اس عظیم مقصد میں آپ کے دست وبازو بنیں اور آئندہ اس بارگراں کو سنبھالنے کے قابل ہوں۔

یہ افرادسازی کا کارِ عظیم جو ''دارارقم'' کے گمنام گوشوں سے شروع ہوا تھا، اس کام کا مختصر عنوان تو انسان کو انسان کامل بنانا تھا اور اس کی تفصیل وتشریح وہ پورا قرآن ہے، جو مکی دور نبوت میں نازل ہوا جس کی ہدایات کا مطالعہ کرنے سے چند چیزیں نمایاں ہوکر سامنے آجاتی ہیں، جن کو انسان کامل بنانے میں خاص دخل ہے۔ چنانچہ مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں کی عام خصوصیات یہ ہیں:

۱...... اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کو راسخ کرنا۔

۲...... فکرِ آخرت پیدا کرنا۔

۳...... دنیا کی چندروزہ زندگی اور اس میں آرام وبے چینی کی حقیقت کا کھولنا۔

۴...... مخلوقات کے ساتھ معاملہ میں ان کے حقوق کی پوری ادائیگی اور اپنے حقوق سے چشم پوشی کرنا۔

۵...... ایذاؤں پر عفو ودرگزر اور اپنی طرف سے ہر حال میں ان کی خیر خواہی اور ہمدردی کرنا۔

قرآن اور رسول ﷺ کی تعلیم وتربیت سے جو مقدس گروہ پیدا ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حزب اللہ رکھ کر ان کو دنیا وآخرت کی کامیابی کی خوشخبری دے دی۔" اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون " . (الاحزاب) .

اس ابتدائی گروہ میں بچے سے بوڑھے تک سب شامل تھے اور آنحضرت ﷺ نے مذکورہ چیزوں کو سامنے رکھ کر ان کی تربیت کی۔

" یاایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا " . '' بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے '' . (الایة) .

تربیت اور تعلیم کا سلسلہ جو ماں کی گود سے شروع ہوتا ہے اگلا مرحلہ گھر اور مکتب اور پھر معاشرہ کا ماحول ہوتا ہے۔ اگر ہم اس تعلق سے شریعت کی راہنمائی پر غور کریں کہ کس طرح وہ آداب اور اخلاق سے پُر اور بداخلاقی، فحش ومنکرات سے پاک معاشرہ کی تعمیر پر زور دیتا ہے، بلکہ ایسے معاشرہ کی تعمیر کا قیام امتِ مُسلمہ کے اجتماعی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اور فریضہ قرار دیا گیا۔

طریقۂ درس وتدریس (ٹیچنگ) کے بارے میں نبوی ﷺ کے اصول:

یہ ایک حقیقت ہے کہ اصل علم، علم الٰہی ہے یعنی وہ علم جس کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور حضرات انبیاء کرامؑ کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کے لیے بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے۔ یہ علم حقیقی اور قطعی ہے اور اس میں کسی شک وشبے، جھوٹ، غلط بیانی یا خلاف واقعہ ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ علم ہر پیغمبر کو ودیعت کیا گیا ہے۔ اور اس سلسلے کے سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اس

کے بالمقابل ایک علم وہ ہے جو انسانی حواس اور عقل و تجربے سے وجود میں آتا اور تشکیل پاتا ہے۔ یہ علم غیر یقینی، غیر قطعی اور غیر حتمی ہوتا ہے۔اس میں نامکمل اور غلط ہونے اور ردوبدل کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔اور یہ اس لیے کہ انسانی حواس اور عقل محدود ہے اور اس سے حاصل شدہ علم اور تجربہ بھی محدود اور نامکمل ہوتا ہے۔رسول اکرم ﷺ کی ذات انسانیت کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: " لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ " . آپ ﷺ کا یہ بہترین نمونہ ہونا زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔لہٰذا تعلیم کے باب میں بھی آپ بہترین نمونہ ہیں۔اور آپ دنیا والوں کے لیے مثالی معلم ہیں۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:" انما بعثت معلماً ". " مجھے معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہے" ۔

عام معلمین میں بھی بعض اوصاف کا ہونا ضروری ہوتا ہے مگر ان میں موجود اوصاف کسبی ہوتے ہیں۔یعنی انہوں نے یہ اوصاف سیکھنے سکھانے یا عقل اور تجربے سے حاصل کیے ہوتے ہیں۔مگر رسول اللہ ﷺ کے اوصاف اور کمالات کسبی نہیں بلکہ وہبی ہیں۔یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی طور پر ان کو ودیعت کیے گئے ہیں۔پھر جس طرح آپ ﷺ خاتم النبین اور تمام انبیاء کرامؑ کے سردار ہیں اور تمام پیغمبروں میں اعلیٰ شان اور مرتبے پر فائز ہیں۔اسی طرح آپ کے اوصاف بھی کامل، اکمل اور بلند ترین ہیں۔

اگرچہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی بیک وقت بے شمار صفات کے ساتھ متصف تھی اور آپ ﷺ بیک وقت ایک عظیم سیاستدان، مدبر، مصلح، مبلغ اور معلم تھے مگر آپ ﷺ کی معلم ہونے کی صفت بہت واضح ہے۔اور اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔رسول اکرم ﷺ نے جس انداز سے امت کو تعلیم دی ہے اور جس قدر مختصر مدت میں دی ہے اس کی کوئی مثال نہیں کر سکتا۔رسول اکرم ﷺ کے اقوال اور اعمال و کردار سے اس وقت کے معاشرے میں انقلاب آیا اور آپ ﷺ نے اس معاشرے کو انسانیت کی اعلیٰ معراج تک پہنچا دیا۔آج بھی انسانی معاشرہ اگر اس سے صرف نظر کرے تو وہ روحانی، معاشرتی، تمدنی ،سیاسی اور تعلیمی ترقی کی حدود کو نہیں چھو سکتا۔رسول اکرم ﷺ کی ذات میں وہ کون سے اوصاف تھے اور آپ ﷺ نے امت کے ساتھ تعلیم کے باب میں وہ کون سا طرز عمل اپنایا جس کی وجہ سے اتنا عظیم انقلاب برپا ہوا۔جس نے وحشیوں کو تہذیب و شرافت کا امام بنایا۔جس نے خون کے پیاسوں کو ایک دوسرے پر مر مٹنے والا بنایا اور جس نے عرب قوم کو وہ زندہ جاوید صفات بخشیں کہ ان کے کارنامے سنہری حروف کے ساتھ تاریخ انسانی کے اوراق کا حصہ بن گئے۔یہ سیرت نبوی ﷺ سے متعلق ایک طویل موضوع ہے۔اور ان اوصاف پر ہم قدرے تفصیل سے لکھیں گے۔تاہم ان اوصاف میں سر فہرست جو چیز تھی ان میں ایک بنیادی چیز آپ ﷺ کا نرم اندازِ تعلیم اور آپ ﷺ کی طبیعت کی نرمی تھی۔اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" فبما رحمةٍ من اللہ لنت لھم ، ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک " .

پس اللہ کی طرف سے رحمت کے سبب آپ ﷺ ان کے لیے نرم پڑ گئے ہیں اور اگر آپ سخت مزاج، سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ (جاری ہے......)